

برطانیہ کے مسلم مہاجرین کو مُخلصانہ مشورہ



مُرَتَّب

حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب مظلہ

شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیب سورت گجرات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا
(القرآن)

برطانیہ کے مسلم مہاجرین کو مخلصانہ مشورہ

مرتب

حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر، سورت، گجرات

ناشر

جناب حاجی اسماعیل صاحب لمبات
و صاحبزادہ جناب حاجی احمد لمبات صاحب
حال مقیم، مانچسٹر (برطانیہ)

پیش لفظ

ہمارے بہت سے اعزاد اقربا اور دوست واحباب کے برطانیہ میں سکونت پذیر ہو جانے کی وجہ سے اور ہندوستان ان کی کثرت سے آمد و رفت کی وجہ سے حکومت برطانیہ وہاں کے اصلی باشندگان اور مسلمانوں کے بارے میں بہت کچھ سنتے رہتے تھے، پھر جب رمضان المبارک کی مناسبت سے سفر برطانیہ کا اتفاق ہوا تو ان سب چیزوں کو قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا، حکومت کا نظم و نسق اور اقتصادی نظام اپنے تمام شہریوں کے لئے یکساں قوانین، مختلف مراعات اور راحت رسانیاں اپنے تمام شہریوں کو بنیادی ضروریات فراہم ہو جائے، اس کی کامیاب کوششیں صفائی، ستھرائی اور حفظان صحت کا اہتمام قانونی طور پر مذہبی آزادی یہ سب واقعتاً لائق صد تحسین اور قابل ستائش امور ہیں، مقامی باشندوں کے (جو مذہباً نصاریٰ ہیں) ظاہری اخلاق اور حسن معاملات بھی قابل تعریف چیزیں ہیں اور خود مسلمانوں میں جو بہت سی خوبیاں دیکھیں وہ قابل ستائش اور باعث فرحت و مسرت ہیں حق تعالیٰ شانہ نے وطن سے بہت دور رکھ کر بھی وطن اور اہل وطن سے تعلق، اعزاد اقربا سے صلہ رحمی کا جذبہ دوست احباب سے محبت و مودت مدارس و مساجد کا قیام، اتفاق فی سبیل اللہ، عالم اسلام سے واقفیت اور ہمدردی علم دوستی اور علماء نوازی اپنے تشخص کے بقاء کا خیال اپنے اور اپنی اولاد کے دین کی فکر جیسی بہت سے خوبیوں سے

آراستہ فرمایا ہے۔

مگر ان سب کے ساتھ ایک تکلیف وہ چیز دیکھنے اور سننے کو ملی وہ ہمارے بعض مسلمان بھائیوں کا مال و دولت کے حصول کے سلسلہ میں غلط رویہ ہے، حکومت اور ویلفیئر تنظیموں کی طرف سے ملنے والی مراعات حاصل کرنے کے لئے کذب بیانی، دھوکہ دہی، مکر و فریب، حیلہ سازی، جھوٹی قسمیں جیسے گناہوں کا ارتکاب کرنا یہ ایسی چیزیں ہیں جو سونے کے تھال میں لوہے کی میخ کی طرح ہیں جو مسلمانوں کی بہت سی خوبیوں کے باوجود ان کی بدنامی کا سبب بنتی ہیں۔

ماچھسٹر میں قیام رمضان کے دوران ہمارے حاجی اسماعیل صاحب لمبات اور ان کے صاحبزادے جناب حاجی احمد لمبات نے ایک ملاقات میں مسلمانوں کی اس حالت زار کا تذکرہ بڑے فکر انگیز انداز میں کیا اس سلسلہ میں انہوں نے بہت سی مفید معلومات بھی فراہم کیں، ان کی باتوں سے ایسا محسوس ہوا کہ وہ مسلمانوں کے اس رویہ سے سخت متنفر اور ناراض ہیں اور اس بات کے خواہشمند ہیں کہ مسلمان اپنی اس زوش سے باز آجائیں چنانچہ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ایک ایسا کتابچہ ہو جس میں قرآن و حدیث اور سلف کے حالات کی روشنی میں مسلمانوں کو یہ بتایا جائے کہ کس معاش کا یہ ذریعہ غلط ہے مسلمانوں کو دین اسلام نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر طلب حلال اور محنت کی کمائی سے جو کچھ ملے اس پر قناعت کر کے دینی غیرت و حمیت کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اخلاص عطا فرمائے اور ان کے اس جذبہ اور سعی کو بار آور کا میاب بنائے۔

میں نے اس کا تذکرہ حضرت الاستاذ مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین) سے کیا اور یہ درخواست کی کہ وہ اس موضوع پر کچھ لکھ دیں حضرت نے زحمت گوارہ فرما کر اسے قبول فرمایا اور ایک ہی مجلس میں یہ تحریر تیار فرمادی اللہ تعالیٰ اسے حسب منشاء لوگوں کی اصلاح کا اور اس غلط راہ روی سے باز رہنے کا ذریعہ بنائے پورے عالم کے مسلمانوں کو ایک اور نیک بنائے اور سب کو اپنی مرضیات پر چل کر نا مرضیات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ابوبکر موسالی

خادم دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر

مسلمانوں کو کیسا ہونا چاہئے؟

مذہب اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنی تعلیم و تربیت سے ایسا مذہب متواضع اور ایماندار بنایا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی رہیں جس معاشرے میں بھی زندگی گزاریں اور جس ملک میں چاہیں ہجرت کر کے جائیں وہاں اپنا اقتیاز اور تشخص باقی رکھتے ہیں، بلکہ اپنی عادات و اطوار، اپنے ایماندارانہ رویہ اور اپنی دیانت و صداقت سے الگ پہچانے جاتے ہیں، یہی نہیں بلکہ ان کی وضع قطع بھی ان کی پہچان کرا دیتی ہے۔

عدل و انصاف کا ہر تاؤ و قوادری، انسان دوستی و دوسروں کی یہی خواہی اور خیر اندیشی امانت داری اور اکل حلال کی فکر ایسے اوصاف ہیں جو اس کے رگ و پے میں پیوست کئے گئے ہیں، انہیں دیکھ کر اور ان کے ایماندارانہ رویہ کو دیکھ کر لوگ اسلام سے قریب ہوتے ہیں ان کی مدح کرتے ہیں بلکہ ان کے یہ اوصاف دوسری قوموں کے لئے قبول اسلام کا ذریعہ بن جاتے ہیں یہ انہیں قرآن و حدیث کے ذریعہ دی گئی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

اسلام نے انہیں اپنی فحی زندگی سے لے کر معاشرتی زندگی تک تمام شعبوں میں جینے کا سلیقہ سکھایا ہے وہ خود اپنی ذاتی زندگی کس طرح گزاریں گھر والوں کے ساتھ ان کا رویہ کیسا ہو؟ محلے اور بستی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کریں؟ اعزہ و اقرباء کا کیا حق ادا کریں پروسیوں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہو؟ معاشرہ میں لوگوں کے ساتھ کن اخلاق کا ثبوت دیں اور در باب نظم و نسق اور حکومت کے ساتھ ان کا تعاون کیسا ہو؟ اگر کسی ملک میں

انہیں اسلامی اعمال عبادات اور شعائر اسلامی کے ساتھ قانوناً رہنے کی اجازت ہو تو وہ اس ملک کو دارالامن سمجھتے ہیں اور انتہائی وفادار شہری کی طرح اس ملک کے قوانین پر عمل کرتے ہیں۔

نہ وہ حکومت کی املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں نہ حکومت کو کسی قسم کا دھوکہ دیتے ہیں نہ جھوٹ اور فریب کے ذریعہ حکومت سے پیسہ منگھتے ہیں نہ دولت میٹھنے کے لئے حیلے تراشتے ہیں بلکہ وہ اپنی حکومت کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں اور ایسی صاف ستھری باوقار زندگی گزارتے ہیں جس سے خود ان کو بھی نیک نامی ہوتی ہے اور مذہب اسلام کی بھی اچھی تصویر لوگوں کے سامنے آتی ہے لوگوں کو اسلام سے قریب آنے کا موقع ملتا ہے وہ مسلمانوں اور ان کی عادات و اطوار، اخلاق و قیاداری اور دیانت پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کو مثالوں میں پیش کرتے ہیں ہمارے اسلاف ایسے ہی تھے ان کے ایسے کردار کی وجہ سے ہی اسلام ساری دنیا میں پھیلا اور آج ڈیڑھ ارب مسلمان دنیا میں موجود ہیں کوئی ملک اور علاقہ ایسا نہیں جہاں مسلمان آباد نہ ہوں۔

آج لاکھوں کی تعداد میں مسلمان یورپ اور خاص کر برطانیہ میں آباد ہیں جہاں ان کو مساجد بنانے مدارس قائم کرنے اسلامی عبادات ادا کرنے اسلامی وضع قطع اور اسلامی آداب اختیار کر نیکی مکمل آزادی ہے دوسری طرف ان ملکوں کی خوشحالی انسان دوستی اور اپنی آبادی کو ہر قسم کی راحت رسانی کے جذبہ نے ایسے قوانین وہاں بنائے ہیں جن سے وہ اپنے تمام باشندوں کو ہر تکلیف کے موقع پر بیماری بڑھاپا جسمانی معزوری یا

بچوں کی کثرت یا شادی وغیرہ کی ضروریات یا گھر چلانے اور روزمرہ کی ضروریات کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ایک انسانی آبادی اور معاشرہ کو پڑتی ہے وہ حکومتیں وہ تمام سہولیات بہم پہنچاتی ہیں۔

اور خود ان ملکوں کے جو عوام ہیں وہ بھی حکومت کے وفادار دیانتدار اور ایسے انصاف پرست ہوتے ہیں کہ وہ کوئی بھی کام ایسا نہیں کرتے جس سے حکومت کے ساتھ دھوکہ یا اس سے کوئی غلط فائدہ اٹھانا یا ناجائز طریقے سے حیلہ سازی کرنا لازم آئے جس کی وجہ سے وہ حکومتیں بہت کامیاب ہیں ان کے یہاں معاش کی فراوانی ہے امن و عافیت ہے صفائی ہے حفظانِ صحت کا اہتمام ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے ملکی سرمایہ کا تحفظ ہے۔

البتہ ایک بات قابلِ لحاظ ہے کہ برطانیہ میں جو دیگر تنظیمیں کام کرتی ہیں اور مختلف قسم کی امداد بہم پہنچاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ کوئی کسی وجہ سے بے روزگار ہو یا جسمانی یا دماغی طور پر کام کرنے سے معذور ہو یا کوئی بیماری کی وجہ سے کام نہ کر سکتا ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے نہ کما سکتا ہو یا کسی کی فیملی اتنی بڑی ہے کہ تنہا اس کی آمدنی سب کی ضروریات کے لئے ناکافی ہو یا کوئی عورت واقعتاً مطلق ہو یا بیوہ ہو گئی ہو، اور بچوں کی وجہ سے کام نہ کر سکتی ہو تو ایسے لوگوں کی مدد کریں تاکہ ان کا کام چل سکے انہیں پریشان نہ ہونا پڑے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی نوبت نہ آئے۔

بعض مسلمانوں کا رویہ

مگر بہت افسوس کی بات ہے کہ ایسے ملکوں میں جو مسلمان آباد ہیں

ان میں سے بہت سے ہمارے بھائی ایسے ہیں جو حکومت کی ان تمام سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود اپنی غلط روش مادی حرص اور دولت اندوزی کی دوڑ میں ایسے غرق ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات بلکہ اپنے مسلمان ہونے کے تصور سے بھی غافل معلوم ہوتے ہیں، وہ غلط طریقے سے دھوکہ دے کر جموں بول کر غلط معلومات فراہم کر کے دولت حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف مسلمان بلکہ اسلام بھی بدنام ہوتا ہے، لوگوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے وہ مسلمانوں کو چور ڈاکو نادر ملک دشمن فریبی حیل ساز دھوکہ باز سمجھتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی بھی ایسی ہی تصویر قائم کرتے ہیں، اگرچہ ایسا کرنے والے کچھ لوگ ہوتے ہیں مگر بدنامی سب کے حصہ میں آتی ہے، حتیٰ کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہیں قرآن وحدیث کے ماننے والے، یہ ہیں اسلام کے پیروکار۔

برطانیہ میں آباو ہمارے بہت سے مسلمان بھائی جو ملک میں مجھنے سے لے کر وہاں کے شہری ہونے تک اور اس کے بعد بھی ہر طرح کے ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش میں رہتے ہیں ملک میں داخل ہونے کے لئے کیسی کیسی کذب بیانی جموئے حلف نامے اور دھوکہ دہی کی جاتی ہے۔

بعض لوگ بہنوں کو بیویاں بتاتے ہیں اس کے لئے جموںی حلف نامے بھی داخل کرتے ہیں اور انہیں انگلینڈ بلا لیتے ہیں، بعض میاں بیوی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ الگ رہنا چاہتے ہیں اس کے لئے جموںی جھگڑا بھی بتا دیا جاتا ہے یا ضرورت پڑے تو طلاق نامے پر جموںی دستخط بھی کرویتے ہیں، اس طرح وہ دونوں حکومت سے الگ مکان اور خرچہ کا مطالبہ کرتے ہیں، بیوی اپنا اور بچوں کا خرچہ بھی حکومت سے لیتی ہے،

شوہر ایک مکان کو کرایہ پر دیدیتا ہے، اور دونوں چپ چاپ ایک ہی مکان میں ساتھ رہتے ہیں۔

بعض لوگ محض سستی اور کابلی کی وجہ سے کام نہیں کرتے وہ خود کو بیکار بتاتے ہیں حکومت کام بتاتی ہے تو وہ جھوٹے بہانے بتاتے ہیں مثلاً کہتے ہیں یہ کام ہمیں نہیں آتا یا کام کے لئے جانے والے انٹرویو میں دیر سے پہنچتے ہیں یا اس میں فیل ہو جاتے ہیں تاکہ انہیں کام نہ کرنا پڑے اور مفت میں حکومت سے انہیں بیکاری الاؤنس ملتا رہے، بعض لوگ کام کرتے ہیں اور اچھا کماتے ہیں مگر حکومت کو اپنی آمدنی کم بتاتے ہیں تاکہ انہیں Low income کا فائدہ ہو حکومت ان کا تعاون بھی کرے اور دوا و بچوں کا اسکول کا کھانا وغیرہ بہت سی چیزیں مفت ملتی رہیں، بعض لوگ ڈاکٹر سے اپنے معذور ہونے کا جھوٹا سرٹیفکیٹ لکھوا لیتے ہیں اور حکومت Disease کے فائدہ اٹھاتے ہیں، بعض لوگ بڑے صافے میں میٹھن زیادہ حاصل کرنے کے لئے اپنا بیلنس کم بتاتے ہیں تاکہ حکومت ان کا زیادہ تعاون کرے، بعض لوگ حکومت میں خود کو بیکار بتاتے ہیں تاکہ بیکاری الاؤنس ملے اور چھپ کر کام بھی کرتے ہیں بعض لوگ جہاں ملازمت ہو وہاں کچھ دنوں کے لئے Sicknote رکھ دیتے ہیں تاکہ تنخواہ جاری رہے اور اسٹنڈنٹوں میں وہ دوسرا کام بھی کر لیتے ہیں۔

یہ اور اس کے علاوہ ایسے میسجوں کیلئے کہ عدم استحقاق کے باوجود خود مستحق بتا کر حکومت سے پیسے انٹھتے ہیں یہ ایسی مذہوم حرکتیں ہیں جو ایسا کرنے والوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو اور خود جب اسلام کی بدنامی کا سبب بنتی ہے، دشمنان اسلام پوری دنیا میں اسلام کو بدنام کرتے اور اس کی تصویر بگاڑتے ہیں حکومت قوانین سخت کر دیتی ہے، جس کی وجہ سے

دوسرے بے قصور لوگوں کو بھی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بعض دفعہ پارلیمنٹ میں آوازیں اٹھتی ہیں کہ ان ایشین لوگوں کو اور مسلمانوں کو یہاں سے نکالو اور ان کی آمد پر پابندی لگاؤ، یہ سب نقصانات کچھ لوگوں کی مال و دولت کی حرص و ہوس کی وجہ سے سب کو اٹھانے پڑتے ہیں۔

یہ سب چیزیں اسلام کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں، اسلام نے تو یہ سکھایا ہے کہ انسان اپنے جسم و جان اور مال و دولت سے دوسروں کے کام آنے کی کوشش کرے نہ کہ ان کے سرلو جھ بنے، اسلام نے غفلت اور بیگاری رہنے کو ناپسند فرمایا۔

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدا واصلاتوں کو کام میں لا کر سب معاش کرے اور اپنی کمائی سے ضرورت مندوں کی مدد کرے، اس کا مال اللہ کے راستہ میں کام آئے اور وہ حلال کمائی سے دین کی مدد کرے، حرام کمائی سے کئے جانے والے صدقہ کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے اور نہ صدقہ کر دینے سے باقی مال حلال ہو جاتا ہے بلکہ حرام مال سے علماء کی خدمت یا مدارس و مساجد میں خرچ کر کے اجر و ثواب کی نیت رکھنا بھی غلط ہے۔

اسلام نے کمائی کی قدرت کے باوجود سوال کرنے کو انتہائی مذموم حرکت قرار دیا ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مالکنا آخرت میں اپنے چہرے کو زخمی کرنا ہے اب چاہو اپنے چہرے کو زخمی کرو چاہو صاف رکھو۔

ابوداؤد شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے ایک صحابی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سوال کیا کچھ مانگا، آپ نے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے، انہوں نے کہا کہ ایک ٹاٹ ہے جس کا کچھ حصہ ہم

پہنچتے ہیں اور کچھ حصہ ہم بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیجتے ہیں فرمایا انہیں لے آؤ، وہ صحابی دونوں چیزیں لے آئے، آپؐ نے وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس کو کون خریدے گا؟ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک درہم میں خریدتا ہوں، آپؐ نے فرمایا کوئی اس سے زیادہ قیمت دے سکتا ہے، دوسرے نے کہا کہ میں دو درہم میں خریدتا ہوں، آپؐ نے دونوں چیزیں انہیں دو درہم میں دیدیں پھر ان میں سے ایک درہم اس شخص کو دیا اور فرمایا کہ اس کا کھانا لے کر گھر والوں کو دو اور دوسرے درہم سے گلہاڑی خرید کر لاؤ وہ گلہاڑی لیکر آئے، آپؐ نے خود اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ ڈال دیا۔

اور فرمایا کہ جاؤ جنگل کی لکڑیاں کاٹ کر لا کر بیچو اور چند روز کے بعد مجھے ملودہ چند روز تک لکڑیاں فروخت کرتے رہے پھر آئے تو ان کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ یہ کتنا اچھا ہے نسبت اس کے کہ تم مانگو اور تمہارے چہرے پر قیامت کے دن زخم بن جائے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے آپؐ نے فرمایا سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے، ایک وہ شخص جس نے دو فریق میں صلح کرانے کے لئے کوئی مالی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہو اور وہ خود اسے ادا کرنے کے قابل نہ ہو، دوسرا وہ آدمی کہ کوئی آفت اس پر ایسی نازل ہوئی جس نے اس کا سارا مال ہلاک کر دیا ہو اور ایک پیسہ بھی اس کے پاس نہ بچا ہو، تیسرا وہ شخص جس کے پاس کھانا بیچنا بالکل نہ ہو اور فاقہ کرتا ہو اور لوگ اس کے حق میں شہادت دیں کہ واقعاً یہ شخص فاقہ زدہ ہے ان تینوں آدمیوں

کے علاوہ کسی کے لئے بھی مانگنا جائز نہیں اگر کوئی مانگ کر لے تو وہ حرام ہے۔

مسلم شریف کی ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص لوگوں سے بغیر ضرورت کے مانگے تاکہ اس کا مال زیادہ ہو جائے تو وہ اپنے لئے آگ مانگ رہا ہے اب چاہے زیادہ مانگے چاہے کم مانگے۔

مسلم شریف ہی کی ایک حدیث کا مفہوم ہے آپؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص مجھ سے اصرار کر کے مانگے اور اس طرح مجھ سے کچھ مال نکالو لے اور میں بادل ناخواستہ اسے دیدوں تو اس میں برکت نہیں ہوگی، ایسی بہت سی احادیث ہیں جن میں مانگنے کو انتہائی ذلت کی چیز اور آخرت میں رسوائی کا ذریعہ بتایا ہے، مانگنے کی یہ مذمت فقط اس صورت میں نہیں کہ وہ لوگوں کے گھر گھر جا کر آوازیں دے کر مانگتا ہو، بلکہ حکومت سے لینا بھی مانگنے ہی کی ایک صورت ہے، اس لئے بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا اور آپؐ بیت المال جو مسلمانوں کا مال سمجھا جاتا تھا اس میں سے دیتے تھے پھر آپؐ نے ان مانگنے والوں کی وعید و مذمت بیان فرمائی، موجودہ نظام میں حکومت سے مانگنا بھی اس وعید و مذمت کا مستحق بناتا ہے۔

ہمارے سلف کا یہ حال تھا کہ وہ شدید بھوک اور فاقہ کی حالت میں بھی کسی پر اپنا حال ظاہر نہ ہونے دیتے بلکہ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی ہدیہ بھیجتا اور وہ انہیں مشتبہ معلوم ہوتا تو قبول نہ کرتے کہ چاہے بھوک سے مر جائیں مگر حرام یا مشتبہ چیز پیٹ میں نہ جائے، اس کے برخلاف ہمارا حال یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ملنے والے یہ Benefits ممکن ہے

سود کی رقم سے ملتے ہوں پھر بھی اسے ناحق لینے میں بھی ہم حرج نہیں محسوس کرتے، مانگنا تو بہت دور کی بات ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے لوگوں کی طرف سے بخوشی ملنے والے ہدایا پر قناعت کرنے کو اپنے لئے گوارہ نہیں کیا، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو جن انصاری صحابی کے ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اخوت قائم فرمادی تھی، انہوں نے اپنی جائیداد کا ایک حصہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پیش کیا انہوں نے قبول کرنے سے معذرت کی اور فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہمیں تو تم بازار کا راستہ بتا دو اور جب انہیں بازار کا راستہ معلوم ہو گیا تو وہاں کھڑے رہ کر تجارت شروع کر دی تو دینی اخوت کی نسبت پر مبنی، اے مال پر انہوں نے محنت کی کمائی کو ترجیح دی گویا ذاتی محنت سے قبوز اللہ ضرورت ملتا ہو وہ انہیں زیادہ عزیز تھا اس زیادہ مال سے جو کسی کی طرف سے اس کا ممنون ہو کر ملتا ہو۔

اسلاف کا یہ طرز زندگی بتاتا ہے کہ نہ انہیں تعطل پسند تھا نہ وہ کسی سے مانگنے کو روا سمجھتے تھے نہ کسی کے رحم و کرم پر چلنا انہیں گوارہ تھا نہ انہیں مال کی کوئی حرص و ہوس تھی اور نہ وہ اس سلسلہ میں کسی کے ممنون ہونے کے لئے تیار تھے۔

برطانیہ کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس کا موقع عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنی محنت کی کمائی سے جتنا چاہیں کمائیں اور اپنی ضروریات کو پورا کریں بلکہ برطانیہ چوں کہ ایک ایسا ملک ہے جو بین الاقوامی سطح پر اپنا اثر و رسوخ

رکھتا ہے وہاں کے باشندوں کو دنیا بھر میں بہت سی مراعات حاصل ہیں، وہاں کی Nationality ایک وقعت رکھتی ہے وہ چاہیں تو براہ راست یا میڈیا یا انٹرنیٹ کے واسطے سے دنیا بھر کے مسلمانوں تک پہنچ سکتے ہیں ان کے حالات سے واقف ہو کر ان کی مدد کر سکتے ہیں، البتہ اس کے لئے انگریزی زبان جاننا عالمی حالات اور بین الاقوامی سیاست سے واقف ہونا ضروری ہے مگر جو لوگ زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کر لینے کے چکر میں ہیں یا اچھا مکان اچھی گاڑی قیمتی ساز و سامان اور عیش و آرام کی زندگی گزارنے میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی فکر میں ہیں وہ ان بڑے فوائد اور اسلام اور مسلمانوں کی عالمگیر خدمات سے محروم رہ جاتے ہیں ان سب چیزوں کو سامنے رکھ کر اور اسلاف کی زندگی کو نمونہ بنا کر ہمیں اپنا طرز زندگی تبدیل کرنا چاہئے، اور ذاتی کمائی سے اکل حلال کو اہتمام کر کے خود دارانہ زندگی گزارنی چاہئے تاکہ ہماری زندگی غیروں کے لئے اسلام کی شناخت ہو اور دین کی سچی تصویر سامنے آئے اور ہم بھی آخرت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سرخ رو ہو سکیں۔

اس طرز زندگی کے نقصانات

پہلا نقصان: تو یہ ہے کہ مال کی حرص و ہوس میں غلط فائدہ اٹھانے کے لئے کذب بیانی دھوکہ دہی مکر و فریب جھوٹی قسم و شہادت جیسے متعدد کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔

دوسرا نقصان: یہ ہے کہ دلوں میں مال کا لالچ بڑھتا جاتا ہے

اور جس ایسی چیز ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ خریص کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

قیصرہ نقصان: یہ ہے کہ ایسا کرنے والا تعطل کا عادی ہوتا ہے کوئی کام کرنے کو اس کی طبیعت نہیں چاہتی یہ بھی شیطان کا ایک مکر ہے جس سے وہ انسان کو بہت سی چیزوں سے محروم کر دیتا ہے تعطل کی وجہ سے آدمی بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، جیسے گپ شپ کی مجلسیں لگانا جس میں عموماً غیبت جیسے گناہ کبیرہ کے ساتھ صبیح وقت کا بھی گناہ ہوتا ہے یا فی وی پر فحش پروگرام دیکھنا بازاروں میں آوارہ گردی کرنا شہوت انگیز ناول پڑھنا، راتوں کو جاگ کر صبح کو دیر تک سوتے رہنا جس سے نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔

چوتھا نقصان: یہ ہے کہ اس سے مانگنے کی عادت پڑتی ہے جو ایک بے غیرتی ہے بے ضرورت مانگنا عقلاً و عرفاً بھی قبیح ہے اور شریعت کی نگاہ میں بھی انتہائی مذموم حرکت ہے جیسا کہ روایات میں مذکور و معیدوں کے بیان سے معلوم ہوا۔

پانچواں نقصان: یہ ہے کہ اس کی یہ دھوکہ دہی ظاہر ہو جانے پر اُسے ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حکومت اور لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و بے وقعت ہوتا ہے۔

چھٹا نقصان: یہ ہے کہ اس کی وجہ سے تمام مسلمان اور خود مذہب اسلام کی بدنامی ہوتی ہے حالاں کہ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کسی عمل سے دین کو بدنام کرے۔

ساتواں نقصان: یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے اور ان کے

غلط فائدہ اٹھانے کے نتیجہ میں حکومت قوانین سخت کر دیتی ہے جس سے حقیقی مستحقین کے لئے بھی دشواریاں پیش آتی ہیں۔

اتھواں نقصان: یہ ہے کہ اکل حلال کا اہتمام زندگی سے نکل جاتا ہے جس سے آدمی عبادت کی لذتوں سے اور اجابت دعا سے محروم ہو جاتا ہے حدیث میں آتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی ہاتھ اٹھا کر زور و دعا میں مانگتا ہے مگر اس کا کھانا حرام پینا حرام، لباس حرام ہے تو کیسے دعا قبول ہوگی؟ معلوم ہوا کہ حلال کمائی دعا کی قبولیت میں اثر رکھتی ہے۔

نواں نقصان: یہ ہے کہ ایک مسلمان کی خدا داد صلاحیتیں اجاگر نہیں ہو پاتیں اس کی ذات سے خود اس کو اور دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

ایک نصیحت

اتنے سارے اور اتنے بڑے بڑے نقصانات کی وجہ سے ہم اپنے ان بھائیوں سے جو اس غلط روی کے شکار ہیں اور ناجائز طور پر حصول زر میں کسی جہت سے مبتلا ہیں عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے گورکھ دھندوں سے فوراً باز آجائیں اور اکل حلال کی فکر کریں محنت کی کمائی سے جتنا ملے اس پر قناعت کر کے خود دارانہ زندگی گزارنے کے عادی بنیں خود کو بھی رسوائی سے بچائیں اور دوسرے مسلمانوں اور دین اسلام کو بھی بدنام نہ ہونے دیں اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور اسی سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوتے ہیں۔